چار بنیادی نکتے

الحمد لله خالق الخلق من عدم ، ثم الصلاة علی المختار فی القدم

مولای صلی وسلم دائما ابدا، علی حبیبک خیر الخلق کلھم

لقد من الله علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیکم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة وان کانو من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران 164)

’’درحقیت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و دانائی کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے‘‘۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی قوموں اور اپنے علاقوں میں انسانی زندگی کی اصلاح کا جو مقدس فریضہ انجام دیا وہ اپنی جگہ نہایت اہم تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کی تکمیل کے لئے ایک کامل انسان کی ضرورت ہر وقت محسوس کی جاتی رہی۔

حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسی تک انبیاء کرام کا طویل سلسلہ ہمیں انسانیت کی خیر و فلاح کے لئے نظر آتا ہے مگر انسانیت اپنی تکمیل کے لئے ہمیشہ مضطرب اور بے چین رہی۔

کائنات کے رب کو پسماندہ انسانیت پر ترس آیا جس نے ساری کائنات کے لئے محمد ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا:

﴿وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین﴾

انسانیت تو پہلے دن آپ ﷺ کی منتظر تھی۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت ہر نبی اور رسول نے دی۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے انسانیت کی تکمیل ہونی تھی۔

اللہ کی معرفت اور تزکیہ نفس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنه

مگر ہم اسوہ رسول اکرم ﷺ سے صحیح فیض اور آپ سے صحیح تعلق اس وقت تک استوار نہیں کر سکتے جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو رسول اللہ ﷺ سے ہمارے تعلق کی صحیح بنیاد کیا ہے۔

۱۔ ایک گروہ کے نزدیک آپ ﷺ کی حیثیت ایک پیغام رساں کے علاوہ کچھ نہیں۔ایک دیانت دار قاصد۔

۲۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس نے دین کو علم شریعت، طریقت، علم ظاہر اور علم باطن کی حد بندیوں میں باندھ دیا ہے۔

۳۔ تیسرا گروہ نبی ﷺ کو رسول تو مانتا ہے مگر آپ کی تعلیمات کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات ایک خاص وقت میں ایک خاص گروہ کے لئے کار آمد تھے مگر اس دور میں کار آمد نہیں۔

۴۔ چوتھا ان عام لوگوں کا ہے جن کو رسول ﷺ سے عقیدے کی حد تک تو تعلق ہے مگر آپ ﷺ کی تعلیمات و احکام سے کوئی سروکار نہیں۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان:

ایمان کا مطلب ماننا اور تسلیم کرنا نہیں۔ایمان کی حقیقی روح، صادق و امین سمجھیں، آپ کا راستہ مکمل راستہ ہے، آپ کی شریعت آخری شریعت ہے، آپ کی تعلیمات وقتی نہیں، جو طریقہ آپ ﷺ نے بتایا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں، ایمان کی حقیقی لذت اسے حاصل ہو گی جو آپ ﷺ پر سچے دل سے ایمان لے آئے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ

''اے نبی ﷺ، جب یہ منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں، ہاں اللہ جانتا ہے کہ تم ضرور اس کے رسول ہو مگر اللہ کا گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعی جھوٹے ہیں'' (المنافقون 1)

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا،و بالاسلام دینا و بمحمدرسولا .

حضرت موسیٰ بھی آپ پر ایمان لاتے۔

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾.

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی اَمر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا''۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت:

دوسری بنیاد آپ ﷺ کی مکمل اطاعت۔

یاایھا اللذین آمنو اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلو اعمالکم

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

اطاعت کا حقیقی مفہوم قرآن وسنت کی پیروی ہے۔

کل امتی یدخلون الجنہ الا من ابی

۳۔ ارسول اللہ ﷺ کی اتباع:

اتباع کا دائرہ اطاعت سے وسیع ہے۔اطاعت میں احکام،اوامر،نواہی،فرض،واجب وغیرہ آتے ہیں۔

اطاعت محض ظاہری اور رسمی بھی ہوسکتی ہے۔اطاعت میں خلوص کا فقدان بھی ہوسکتا ہے۔

اتباع میں متبوع کے لئے خلوص کا جذبہ شامل ہوتا ہے۔

صحابہ کرام صرف اطاعت نہیں بلکہ اتباع بھی کرتے تھے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

۴۔ رسول اللہ سے محبت

وہ ایمان اور اطاعت معتبر نہیں ہے جس کی بنیاد محبت پر استوار نہ ہو۔ وہ اطاعت جس کی بنیاد محبت پہ نہیں وہ منافقت بھی ہوسکتی ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین

من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنہ